

خطبہ (۱۴)

یہ بھی اہل بصرہ کی مذمت میں ہے

تمہاری زمین (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ تمہاری عقلیں سبک اور دانائیاں خام ہیں۔ تم ہر تیر انداز کا نشانہ، ہر کھانے والے کا لقمہ اور ہر شکاری کی صید اُگلیوں کا شکار ہو۔

--☆☆--

خطبہ (۱۵)

حضرت عثمان کی عطا کردہ جاگیر میں جب مسلمانوں کو پلٹا دیں تو فرمایا خدا کی قسم! اگر مجھے ایسا مال بھی کہیں نظر آتا جو عورتوں کے مہر اور کنیزوں کی خریداری پر صرف کیا جا چکا ہوتا تو اسے بھی واپس پلٹا لیتا۔ چونکہ عدل کے تقاضوں کو پورا کرنے میں وسعت ہے اور جسے عدل کی صورت میں تنگی محسوس ہو اسے ظلم کی صورت میں اور زیادہ تنگی محسوس ہوگی۔

--☆☆--

خطبہ (۱۶)

جب مدینہ میں آپ کی بیعت ہوئی تو فرمایا

میں اپنے قول کا ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں۔ جس شخص کو اس کے دیدہ عبرت نے گزشتہ عقوبتیں واضح طور سے دکھادی ہوں، اسے تقویٰ شبہات میں اندھا دھند کو دہنے سے روک لیتا ہے۔ تمہیں جاننا چاہیے کہ تمہارے لئے وہی ابتلاآت پھر پلٹ آئے ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تھے۔ اس ذات کی قسم جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق و صداقت کے ساتھ بھیجا! تم بری طرح تہ و بالا کئے جاؤ گے اور اس طرح چھانٹے جاؤ گے جس طرح چھلنی سے کسی چیز کو

(۱۴) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي مَعْلٍ ذَلِكَ

أَرْضُكُمْ قَرِيبَةٌ مِنَ الْمَاءِ، بَعِيدَةٌ مِنَ السَّمَاءِ، خَفَّتْ عُقُولُكُمْ، وَ سَفِهَتْ حُلُومُكُمْ، فَأَنْتُمْ غَرَضٌ لِنَابِلٍ، وَ أَكْلَةٌ لِأَكْلِ، وَ فَرِيْسَةٌ لِّصَائِلٍ.

-----☆☆-----

(۱۵) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِيمَا رَدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَطَائِعِ عُمَمَاتٍ
وَاللَّهِ! لَوْ وَجَدْتُهُ قَدْ تَزَوَّجَ بِهِ
النِّسَاءَ وَ مَلَكَ بِهِ الْإِمَاءَ لَرَدَدْتُهُ،
فَإِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً، وَ مَنْ
صَانَ عَلَيْهِ الْعَدْلُ، فَالْجُورُ
عَلَيْهِ أَضْيَقُ.

-----☆☆-----

(۱۶) وَمِنْ كَلَامِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَمَّا بُوِيعَ بِالْمَدِينَةِ

ذِمَّتِي بِمَا أَقُولُ رَهِيْنَةً، ﴿۱﴾ وَ أَنَا بِهِ
رَعِيْمٌ ﴿۲﴾. إِنَّ مَنْ صَرَّحَتْ لَهُ الْعِبْرَةُ عَمَّا
بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْمَثَلَاتِ حَجَزَتْهُ التَّقْوَى
عَنْ تَقْحُمِ الشُّبُهَاتِ، أَلَا وَإِنَّ بَلِيَّتَكُمْ قَدْ
عَادَتْ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ بَعَثَ اللَّهُ نَبِيَّكُمْ ﷺ،
وَ الَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لِنُبُلْبُلْنَ بَلْبَلَةً، وَ
لَتَغْرَبُنَّ غَرْبَةً وَ لَتَسَاطُنَّ سَوْطَ الْقِدْرِ

چھانا جاتا ہے اور اس طرح خلط ملط کئے جاؤ گے جس طرح (بچھے سے) ہنڈیا، یہاں تک کہ تمہارے ادنیٰ اعلیٰ اور اعلیٰ ادنیٰ ہو جائیں گے جو پیچھے تھے آگے بڑھ جائیں گے اور جو ہمیشہ آگے رہتے تھے وہ پیچھے چلے جائیں گے۔ خدا کی قسم! میں نے کوئی بات پردے میں نہیں رکھی، نہ کبھی کذب بیانی سے کام لیا۔ مجھے اس مقام اور اس دن کی پہلے ہی سے خبر دی جا چکی ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ گناہ ان سرکش گھوڑوں کے مانند ہیں جن پر ان کے سواروں کو سوار کر دیا گیا ہو اور باگیں بھی ان کی اتار دی گئی ہوں اور وہ لے جا کر انہیں دوزخ میں پھاند پڑیں۔ اور تقویٰ رام کی ہوئی سوار یوں کے مانند ہے جن پر انکے سواروں کو سوار کیا گیا ہو، اس طرح کہ باگیں ان کے ہاتھ میں دے دی گئی ہوں اور وہ انہیں (باطمینان) لے جا کر جنت میں اتار دیں۔

ایک حق ہوتا ہے اور ایک باطل اور کچھ حق والے ہوتے ہیں، کچھ باطل والے۔ اب اگر باطل زیادہ ہو گیا تو یہ پہلے بھی بہت ہوتا رہا ہے اور اگر حق کم ہو گیا ہے تو بسا اوقات ایسا ہوا ہے اور بہت ممکن ہے کہ وہ اسکے بعد باطل پر چھا جائے۔ اگر چہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی چیز پیچھے ہٹ کر آگے بڑھے۔

علامہ رضیٰ فرماتے ہیں کہ: اس مختصر سے کلام میں واقعی خوبیوں کے اتنے مقام ہیں کہ احساس خوبی کا اس کے تمام گوشوں کو پا نہیں سکتا اور اس کلام سے حیرت و استعجاب کا حصہ پسندیدگی کی مقدار سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس حالت کے باوجود جو ہم نے بیان کی ہے اس میں فصاحت کے اتنے بے شمار پہلو ہیں کہ جن کے بیان کرنے کا یارا نہیں، نہ کوئی انسان اس کی عمیق گہرائیوں تک پہنچ سکتا ہے۔ میری اس بات کو وہی جان سکتا ہے جس نے اس فن کا پورا پورا حق

حَتَّىٰ يَعُوذَ أَسْفَلَكُمْ أَعْلَاكُمْ، وَ أَعْلَاكُمْ أَسْفَلَكُمْ، وَ لَيْسِيَقَنَّ سَابِقُونَ كَانُوا قَصْرُوا، وَ لِيَقْصُرَنَّ سَبَّاقُونَ كَانُوا سَبَقُوا. وَاللَّهِ! مَا كَتَمْتُ وَ شِمَّةً وَ لَا كَذِبْتُ كِذْبَةً، وَ لَقَدْ نَبَّئْتُ بِهَذَا الْمَقَامِ وَ هَذَا الْيَوْمِ.

أَلَا وَ إِنَّ الْخَطَايَا خَيْبٌ شُمْسٌ حِمِلَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا، وَ خُلِعَتْ لُجْمُهَا فَتَقَحَّحَتْ بِهِمْ فِي النَّارِ، أَلَا وَ إِنَّ التَّقْوَىٰ مَطَايَا ذُلٌّ حِمِلَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا، وَ أُعْطُوا أَرْمَتَهَا، فَأَوْرَدْتَهُمُ الْجَنَّةَ.

حَقٌّ وَ بَاطِلٌ، وَ لِكُلِّ أَهْلٍ، فَلَيْتَنِ أَمَرَ الْبَاطِلُ لَقَدِيمًا فَعَلَّ، وَ لَيْتَنِ قَلَّ الْحَقُّ فَلَرَبَّنَا وَ لَعَلَّ، وَ لَقَلَّمَا أَدْبَرَ شَيْءٌ فَأَقْبَلَ.

أَقُولُ: إِنَّ فِي هَذَا الْكَلَامِ الْأَدْنَىٰ مِنْ مَوَاقِعِ الْإِحْسَابِ مَا لَا تَبْلُغُهُ مَوَاقِعُ الْإِسْتِحْسَابِ، وَ إِنَّ حِطَّ الْعَجَبِ مِنْهُ أَكْثَرُ مِنْ حِطِّ الْعَجَبِ بِهِ، وَ فِيهِ مَعَ الْحَالِ الَّتِي وَصَفْنَا - زَوَائِدٌ مِنَ الْفَصَاحَةِ، لَا يَقْوَمُ بِهَا لِسَانٌ، وَ لَا يَطَّلِعُ فَجَبَّاهَا إِنْسَانٌ، وَ لَا يَعْرِفُ مَا أَقُولُ إِلَّا مَنْ صَرَبَ فِي هَذِهِ

ادا کیا ہو اور اس کے رگ و ریشہ سے واقف ہو اور ”جاننے والوں کے سوا کوئی ان کو نہیں سمجھ سکتا“۔

الصَّنَاعَةَ حَيِّتِي، وَ جَزَى فِيهَا عَلَى عَزِي، ﴿وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعُلَمُونَ﴾.

[اسی خطبے کا ایک حصہ یہ ہے:]

لَوْ مِنْ هَذِهِ الْخُطْبَةِ]

جس کے پیشِ نظر دوزخ و جنت ہو، اس کی نظر کسی اور طرف نہیں اٹھ سکتی، جو تیز قدم دوڑنے والا ہے وہ نجات یافتہ ہے اور جو طلبگار ہو، مگر سست رفتار سے بھی توقع ہو سکتی ہے، مگر جو (ارادۃ) کو تاہی کرنے والا ہو اسے تو دوزخ ہی میں گرنا ہے۔ دائیں بائیں گمراہی کی راہیں ہیں اور درمیانی راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔ اس راستے پر اللہ کی ہمیشہ رہنے والی کتاب اور نبوت کے آثار ہیں۔ اسی سے شریعت کا نفاذ و اجرا ہو اور اسی کی طرف آخر کار بازگشت ہے۔

شُغِلَ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَمَامَهُ، سَاعٍ سَرِيحٍ نَجَا، وَ طَالِبٌ بَطِيءٌ رَجَا، وَ مُقَصِّرٌ فِي النَّارِ هَوَى. الْبَيِّنُ وَالشِّمَالُ مَضَلَّةٌ، وَالطَّرِيقُ الْوَسْطَى هِيَ الْجَادَّةُ عَلَيْهَا بَاقِيَ الْكِتَابِ وَ أَثَارِ النَّبُوَّةِ، وَ مِنْهَا مَنَفَعُ السُّنَّةِ، وَ إِلَيْهَا مَصِيرُ الْعَاقِبَةِ.

جس نے (غلط) ادعا کیا وہ تباہ و برباد ہو اور جس نے افتراء باندھا وہ ناکام و نامراد رہا۔ جو حق کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے تباہ ہو جاتا ہے اور انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو نہ پہچانے۔ وہ اصل و اساس، جو تقویٰ پر ہو برباد نہیں ہوتی اور اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کشت (عمل) بے آب و خشک نہیں رہتی۔ تم اپنے گھر کے گوشوں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ، آپس کے جھگڑوں کی اصلاح کرو، تو بہ تمہارے عقب میں ہے۔ حمد کرنے والا صرف اپنے پروردگار کی حمد کرے اور بھلا برا کہنے والا اپنے ہی نفس کی ملامت کرے۔

هَلَكَ مِنَ ادْعَى، وَ خَابَ مِنَ افْتَرَى، مَنْ أَبْدَى صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ، وَ كَفَى بِالْمَرْءِ جَهْلًا إِلَّا يَعْرِفَ قَدْرَهُ، لَا يَهْلِكُ عَلَى التَّقْوَى سِنْحٌ أَصْلٍ، وَ لَا يَظْمَأُ عَلَيْهَا زَرْعٌ قَوْمٍ. فَاسْتَتَرُوا فِي بُيُوتِكُمْ، ﴿وَ أَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾، وَ التَّوْبَةُ مِنْ وَرَائِكُمْ، وَ لَا يَحْمَدُ حَامِدٌ إِلَّا رَبَّهُ، وَ لَا يَلْمُ لَأِيْمٌ إِلَّا نَفْسَهُ.

--☆☆--

-----☆☆-----

۱ بعض نسخوں میں: «مَنْ أَبْدَى صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ» کے بعد «عِنْدَ جَهْلَةِ النَّاسِ» بھی مرقوم ہے۔ اس بنا پر اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے کہ جو حق کی خاطر کھڑا ہو وہ جاہلوں کے نزدیک تباہ و برباد ہوتا ہے۔

۲ عظمت و جلالِ الہی سے دل و دماغ کے متاثر ہونے کا نام تقویٰ ہے جس کے نتیجے میں انسان کی روح خوف و خشیتِ الہی سے معمور ہو جاتی ہے

اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عبادت و ریاضت میں سرگرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ دل میں اس کا خوف بسا ہو اور اس کا اظہار انسان کے افعال و اعمال سے نہ ہو اور عبادت و نیاز مندی سے چونکہ نفس کی اصلاح اور روح کی تربیت ہوتی ہے، لہذا جوں جوں عبادت میں اضافہ ہوتا ہے، نفس کی پاکیزگی بڑھتی جاتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں تقویٰ کا اطلاق کبھی خوف و خشیت پر، کبھی بندگی اور نیاز مندی پر اور کبھی پاکیزگی قلب و روح پر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ﴿وَايَايَ فَاتَّقُونَ﴾^۱ میں تقویٰ سے مراد خوف ہے اور ﴿اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ﴾^۲ میں تقویٰ سے مراد عبادت و بندگی ہے اور ﴿وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقَهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾^۳ میں تقویٰ سے مراد پاکیزگی نفس اور طہارت قلب ہے۔

احادیث میں تقویٰ کے تین درجے قرار دیئے گئے ہیں:

پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان واجبات کی پابندی اور محرمات سے کنارہ کشی کرے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ محبتات کی بھی پابندی کرے اور مکروہات سے بھی دامن بچا کر رہے۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ شبہات میں مبتلا ہونے کے اندیشہ سے حلال چیزوں سے بھی ہاتھ اٹھالے۔

پہلا درجہ عوام کا، دوسرا درجہ خواص کا اور تیسرا درجہ خاص الخواص کا ہے۔ چنانچہ خداوند عالم نے ان تینوں درجوں کی طرف اس آیت میں

اشارہ کیا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ قِيمًا طَعْمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾^۴

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے اعمال بجالائے ان پر جو وہ (پہلے) کھاپی چکے ہیں اس میں کچھ گناہ نہیں۔

جب انہوں نے پرہیزگاری اختیار کر لی اور ایمان لے آئے اور نیک کام کئے، پھر پرہیزگاری کی اور ایمان لے آئے

پھر پرہیزگاری کی اور اچھے کام کئے اور اللہ اچھے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔^۵

امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں کہ اسی عمل کیلئے جماعہ ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو اور وہی کشت عمل پھلے پھولے گی جسے تقویٰ کے پانی سے

سینچا گیا ہو، کیونکہ عبادت وہی ہے جس میں احساسِ عبودیت کا فرما ہو، جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿أَمَّنْ أَسْسَ بُنْيَانَهُ عَلَى تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٍ أَمْ مَن أَسْسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرْفٍ

هَارٍ فَاتَّهَارَ بِهِ فِي نَارٍ جَهَنَّمَ ۗ﴾

^۱سورۃ بقرہ، آیت ۱۷۷۔

^۲سورۃ آل عمران، آیت ۱۰۲۔

^۳سورۃ نور، آیت ۵۲۔

^۴سورۃ مائدہ، آیت ۹۳۔

کیا وہ شخص کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی خوشنودی پر رکھی، وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی

عمارت کی بنیاد ایک گرنے والی ٹھانی کے کنارے پر رکھی کہ جو اسے لے کر جہنم کی آگ میں گر پڑے۔ ۷

چنانچہ ہر وہ اعتقاد جس کی اساس، علم و یقین پر نہ ہو اس عمارت کے مانند ہے جو بغیر بنیاد کے کھڑی کی گئی ہو، جس میں ثبات و قرار نہیں ہو

سکتا اور ہر وہ عمل جو بغیر تقویٰ کے ہو اس کھیتی کے مانند ہے جو آبیاری کے نہ ہونے کی وجہ سے سوکھ جائے۔

